Lesson 3: Al-Maidah (Ayaat 15-26): Day 9 سُوۡرَةُ المَائدة کی تفسیر

آیت 15 میں نصاریٰ کو چھے پوائنٹس بتا کر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جارہی ہے۔

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ‌ ؕ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ ﴿۱۵﴾

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخر الزماں) آگئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے (۱۵)

یہود نے تو انبیاء کرام ؑ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ عیسیٰ ؑ کی بھی مخالفت کی۔ اَب نصاریٰ کو دعوت دی جا رہی ہے کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ آج بھی دعوت دینے کے انداز میں آپ یہ چھ نکات شامل کر سکتے ہیں۔ کہ کیوں اسلام قبول کر لو؟ کوئی آپ سے سمجھدار طریقے سے بات کرے تو آپ اس طریقے سے بات کریں۔

1: " اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخر الزماں) آگئے ہیں۔۔۔"

اہلِ کتاب نے بنیادی طور پر دو غلطیاں کی۔ ایک تو یہ کہ تاویلات اور تحریفات سے کچھ باتوں کو دین سے خارج کر دیا۔ مثال یہ کہ ہمیں اب کسی اور نبی ؑ کو ماننے کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنے باپ دادا کے دین پر رہ کر ہی کامیاب ہو جائیں گے۔

دوسری یہ کہ باپ دادا اور بزرگوں کے نام سے اپنے اوپر ایسی پابندیاں ڈال لی تھیں جو اللہ نے اُن پر نہیں ڈالی تھیں۔

مثلاً قربانی کے مسائل۔ آسمان سے آگ آکر قربانی کھائے گی تو پھر ہی ہم نبی کو مانیں گے۔یعنی خود سے اپنے اوپر پابندیاں لگالی تھیں۔ جزوی اور چھوٹی باتوں میں بحث کرتے تھے۔

2:"۔۔ کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتادیتے ہیں۔۔۔"

اللہ کے نبی آخر الزّمان تھے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔اللہ نے اپنے آخری نبیؐ کے ذریعے اِن اہلِ کتاب کی دین میں تبدیلیوں کو ظاہر کر دیا۔ یہ ہمارے اوپر بہت بڑا احسان کر دیا۔ یہ اللہ اور نبیؐ کا ہمارے اوپر احسان ہے کہ دین کو ہمارے لئے واضع اور آسان کر کے پیش کر دیا۔

3:"۔۔ اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں۔۔"

پھر یہ کہ اللہ نے اِن پر احسان کیا کہ ان کے تمام قصور معاف کر دیئے۔

4:"۔۔بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔۔"

قران ایک نعمت ہے۔ اللہ کے دین کو مکمل کھول کر بتا دینے والی کتاب قرآن ہے۔ قرآن نے کھوئی ہوئی تعلیمات کو اصل شکل میں پیش کیا۔ جو لوگ اپنے اوپر خود سے پابندیاں لگا لیتے ہیں وہ بھٹک گئے تھے، حق واضع اور روشن ہو کر سامنے آگیا۔ جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں وہ قرآن پر عمل کر کے اللہ کی خوشنودی کو پالیں گے۔ اللہ کا دین قبول کر لو۔ دو چیزیں ہیں نور اور کتابِ مبین۔

" نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ "نور اور کتاب مبین میں یہ درمیانی وَّ تفسیری ہے۔اس سے کیا مُراد ہے؟نور قرآن ہے یا اللہ کے نبیؐ؟کچھ لوگ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہ نور اللہ کے نبیؐ ہیں اور کتاب مبین قرآن پاک ہے۔

اگلی آیت سے بات واضح ہو جاتی ہے؛

يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۶﴾ جس سے خدا اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستہ پر چلاتا ہے(۱۶)

جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت اللہ کے نبیؐ کے لئے ہے اور اللہ کے نبیؐ نور ہیں۔ تو یہ بات دُرست نہیں ہے۔یہاں اس سے مُراد قرآن پاک ہے یعنی نور اور کتابِ مبین قرآن ہے۔۔اس کے کچھ دلائل یہ ہیں؛یہ وَّ عطف کی ہے۔یعنی "اور" کے لئے ہے۔نور کتابِ مبین کی صفّت ہے۔

قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا میں اللہ کے نبیؐ کا ذِکر آ گیا۔ نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ یہاں اس سے مُراد ایک ہی چیز(قرآن پاک)ہے ورنہ گرائمر کی رُو سے یہاں يَّهۡدِىۡ بِهِ دو یعنی تثنیہ کا صیغہ آتا۔ بِهِ کی ضمیر سے واحد یعنی کتاب کے لئے لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

کیا قرآن پاک کے لئے قرآن میں کہیں اور بھی نور کا لفظ آیا ہے؟تو اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں؛

سورۃ نساء کی آیت 174؛ ۔۔ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا ۔۔ تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیجا ہے

سورۃ مائدہ آیت 46: ۔۔ فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡرٌ ۙ ۔۔ جس میں ہدایت اور نور ہے۔۔

سورۃ الانعام کی آیت 91 : جَآءَ بِهٖ مُوۡسٰى نُوۡرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ۔۔۔ جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی ۔۔۔

سورۃ اعراف کی آیت 157 : ۔۔۔وَ اتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ مَعَهٗ ۔ اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی۔

سورۃ شوریٰ کی آیت 52: جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ ۔۔۔ لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ ۔۔

سورۃ تغابن کی آیت 8: فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالنُّوۡرِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ ۔ سو تم (کو چاہئے کہ) اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور اس نور پر (یعنی قرآن پر) کہ ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ۔۔

جبکہ انبیاء کرامؑ کو بشر کہا گیا۔ صرف سورۃ الاحزاب آیت 46 میں اللہ کے نبیؐ کو سراجٌ مُنیر کہا گیا ہے۔ اگر نور ہی کہنا ہے تو نورِ ہدایت مُراد ہیں۔ نہ کہ نورِ مجسم۔ مسلمانوں کا ایک گروہ بھی ایسا ہی ہے جو اللہ کے نبیؐ کو نور کہتے ہیں۔ وہ اُن کو انسان ہی نہیں مانتے۔ حالانکہ وہ اللہ کے بندے اور رسولؐ تھے۔ کچھ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ کا سایہ ہی نہیں تھا کیونکہ وہ زمین پر پڑتا۔ تو اللہ کے نبیؐ زمین پر سوتے تھے، سجدے کرتے تھے۔ یہی ہوتا ہے تاویلات اور قیاسات کرنا۔ خود سے باتیں نہ بنائیں۔ آگے فرمایا گیا کہ اے نصاریٰ اگر تم ہدایت چاہتے ہو تو؛

" خدا اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستہ پر چلاتا ہے"

5: اللہ کی رضا چاہنے والوں کو ہی اللہ نجات کی طرف لے جاتا ہے۔

6: اور صراطِ مستقیم دِکھاتا ہے۔

یہ باتیں سُن کر ہر صاحبِ شعور شخص روشنی کی طرف آنا چاہے گا۔ جب انسان اِن باتوں کو سمجھ لیتا ہے تو اُسے فکر لگ جاتی ہے اور وہ اللہ کی خوشنودی پانے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔

اپنا محاسبہ کریں۔ کیا ہمارا دِل اور دماغ بدل چکا ہے؟ اللہ کی کتاب کے ساتھ جُڑنے والوں کے رویے بدل جاتے ہیں۔ قرآن کو سنجیدگی کے ساتھ سُننا، سیکھنا اور پھر اس پر عمل کی کوشش میں لگ جانا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔

اگر کوئی خود ہی نہ سیکھے تو پھر کیسے دوسروں کو پڑھا سکیں گے؟ اگر کچھ چھوٹ جائے تو چھوڑ کر نہ جائیں۔ قرآن کے ساتھ جڑے رہیں۔ صراطِ مستقیم مل جاتا ہے۔ انسان اندھیروں سے نکل جاتا ہے۔

زندگی بے بندگی شرمندگی

اگر کچھ پڑھ نہ سکیں اور غلط چیز کھالیں تو صحت اور جسم کو نقصان ہو سکتا ہے۔ اگر قرآن نہیں پڑھتے تو ایمان کو خطرہ ہے۔ ایسے لوگ اندھیروں میں زندگی گُزار دیتے ہیں۔

کسی مولوی صاحب نے ایک بہن کو بتایا کہ شادی میں سوا من سُرمہ اور سوا من مہندی لے کر لوگوں میں تقسیم کریں پھر شادی کامیاب ہو گی۔ وہ بہت پریشان تھی کہ کیا کروں؟ آپ خود سوچیں ہماری اُمّت کس طرح کی جہالت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ شہروں کی جہالت اور طرح کی ہے اور گاؤں میں جہالت مختلف قسم کی ہے۔ منگنی میں فلاں رسمیں کریں۔ مہندی میں ضرور شامل ہوں۔ وغیرہ

لوگ مذہب کے نام پر ایسے کام کرتے ہیں کہ سات کھانوں پر ختم دلاؤ پھر مُردہ بخشا جائے گا۔

اللہ کی کتاب پر عمل کریں۔ اللہ کی کتاب کو صرف ختم پر پڑھتے ہیں۔ ایک بیوہ عورت کو لوگ مجبور کر رہے تھے کہ اپنا پلاٹ بیچ کر شوہر کا ختم دلاؤ تاکہ وہ بخشا جائے۔ اور خود چاہے جیسے مرضی گُزارہ کرنا۔ رشتے داروں کو دیگیں پکا کر کھلاؤ۔

لوگوں کو اللہ کی کتاب سے جوڑ دیں وہ ہدایت پر آجائینگے۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛"اللہ کی کتاب میں ہدایت اور نور ہے۔ جس نے اِس کو پکڑ لیا اور لے لیا وہ ہدایت پر آجائے گا۔ جس نے اس کو چھوڑا (خطا کھائی) وہ گمراہ ہو گیا"۔ (بخاری)

اگلی آیت بہت اہم ہے۔ اس آیت میں تاریخ بیان کر دی گئی کہ کیسے عیسیٰؑ کو نبی سے اللہ کا بیٹا بنا دیا گیا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔـا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ بن مریم خدا ہیں وہ بے شک کافر ہیں (ان سے) کہہ دو کہ اگر خدا عیسیٰ بن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۷)

اللہ نے مخالفین کے جملوں کو بھی قرآن پاک میں جگہ دی ہے تاکہ ہم سبق سیکھ سکیں۔ اور کوئی ایسے کلمات منہ سے نہ نکالیں جو اللہ کو ناپسند ہوں۔

قَالُوٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وہ کہتے ہیں"۔ عیسیٰ بن مریم خدا ہیں وہ بے شک کافر ہیں۔"

یعنی عیسیٰؑ کا باپ نہیں اس لئے یہ اللہ کا بیٹا ہے۔ نعوذ باللہ۔ اللہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

یہاں الوہیتِ مسیح کی بات کی گئی ہے۔ یہ شرک ہے۔ یہ کلمۂ کفر ہے۔ جو کوئی بھی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود مانے گا وہ کفر کرے گا۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔

عیسائیوں کے بھی کئی فرقے ہیں۔ کچھ عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور کچھ اُن کو خدا کہتے ہیں۔

عیسیٰؑ نے تو پیدا ہوتے ہی کہا "انی عبد اللہ" پھر لوگوں یہ باتیں کیسے بنالیں؟ عیسیٰؑ کی زندگی میں کوئی اُن کو خدا یا اللہ کا بیٹا نہیں کہتے تھے۔ بلکہ اُن کو جھٹلاتے تھے۔ اور اُن کی مخالفت کرتے تھے۔ عیسیٰؑ کو جب دنیا سے اُٹھایا گیا۔ تو اُنؑ کے بعد اُن کے حواریوں نے انجیل کی کتابیں لکھیں۔ لوقا۔ یوحنا۔ مطیع اور برنواز۔ اُن کتابوں میں عیسیٰؑ کا رُتبہ انسان کا ہی تھا۔ جیسے جیسے وقت گُزرا۔ لوگوں نے غلو کیا۔ اور عیسیٰؑ

کا رتبہ بڑھا چڑھا کر بیان کیا۔ اور انسانیت سے اُٹھا کر اوپر کر دیا۔ ایک طویل عرصے تک اُن کے آپس میں اختلاف رہے۔ کوئی عیسیٰؑ کے بارے میں کچھ کہتا کوئی کچھ اور۔

290ءؑ میں ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں عیسائیوں کے 48000 مذہبی لیڈر شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے اپنے نظریات پیش کئے۔ اور پہلی دفعہ یہ نظریہ مان لیا گیا کہ عیسیٰؑ خدا تھے۔ خدا کے بیٹے تھے۔ یعنی عیسیٰؑ کے دُنیا سے جانے کے 290 سال بعد تقریباً تین صدیاں گزرنے کے بعد یہ بات مان لی گئی۔

پھر کچھ اور وقت گُزرا۔

غلو کا یہی نقصان ہے کہ بات آگے سے آگے بڑھتی رہتی ہے۔ عیسیٰؑ کو خدا ماننے کے بعد یہ بحث شروع ہو گئی کہ روح القدس یعنی جبرائیلؑ کا رُتبہ بھی بلند کیا جائے۔

پھر 381ءؑ میں قسطنطنیہ میں ایک کانفرنس ہوئی۔ وہاں ایک پادری نے یہ نظریہ پیش کیا کہ روح القدس بھی الوہیت میں شامل ہیں۔

پھر بات آگے 413ءؑ میں ایک اور میٹنگ ہوئی۔ اور بی بی مریمؑ کو بھی الوہیت میں شامل کر لیا گیا۔

سینٹ پال ایک پادری تھا جس نے شرک کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

عیسائیوں کی کتابوں میں اسی قسم کے کفریہ اور شرکیہ نظریات پیش کئے گئے ہیں۔

(ہم اپنا محاسبہ کریں کہ ہماری نعتوں، قوالیوں یا آپس کی باتوں میں کوئی ایسی بات شامل نہ ہو۔ جو اللہ کے نبیؐ کی ذات کو غلو تک لے جائے)۔

ہمارے لئے سبق کہ الوہیت میں کسی کو شامل نہ کریں۔ اللہ کی مشیت بے قید ہے۔ اللہ اور اِلٰہ ہونے کا حق صرف اُسے ہی ہے۔ اُس کے اِرادوں میں کوئی شامل نہیں۔ وہ اپنی مرضی سے فیصلے کرتا ہے۔ مخلوق کی غلامی نہیں کی جاسکتی۔ صرف اللہ کو سجدے کریں۔ صرف اُسی کے آگے جھکیں۔

"۔۔ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔" یہ سب کچھ ہمیں کیا بتارہا ہے؟

اللہ ذات اور حکم میں بھی اکیلا ہے۔ اُس کے علاوہ کسی اور کی بات نہیں مانی جائے گی۔

زندگی گزارنے کے طریقوں میں بھی اللہ کی مرضی شامل ہو گی۔ حکم اللہ کا چلے گا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں کہو کہ پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمھیں عذاب کیوں دیتا ہے (نہیں) بلکہ تم اس کی مخلوقات میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور آسمان زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی حکومت ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۸)

یعنی پھر کیوں یہود ذلیل ورُسوا ہوئے۔ پھر کیوں مسلمان آج بھٹک گئے ہیں۔ اللہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔ اللہ عدل کرنے والا ہے۔ وہ بندے کے دِل اور نیت کا خلوص دیکھتا ہے۔ سب کچھ اللہ کے

ہاتھ میں ہے۔ شرک کا مکمل رَدّ کیا جا رہا ہے۔ کہ اللہ ہی کی حکومت ہے۔ اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اپنے آپ کو اُس وقت کے لئے تیار کر لو۔

يَآَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾

اے اہلِ کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آ گئے ہیں جو تم سے (ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آ گئے ہیں اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۹)

اللہ کا رسولؐ تمہاری طرف آ گیا ہے۔ تاکہ کل یہ نہ کہہ سکو کہ ہماری طرف تو کوئی آیا ہی نہیں۔

اَب تمہارے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے۔ اب اگر تم نہیں مانو گے تو پھر پکڑے جاؤ گے۔

فَتْرَةٍ معنی وقفہ۔Pause ہوتا ہے اور فَتْرَةٍ کے معنی ہیں لمبے عرصے تک کے لئے۔ دو پیغمبروں کے درمیان کا دَور۔

عیسیٰ اور اللہ کے نبیؐ کے درمیان 570 سال کا وقفہ تھا۔ اللہ کے نبیؐ اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی رسول یا نبی نہیں آئے۔ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کے درمیان 1900 سال کا وقفہ تھا۔

عیسیٰؑ کے دنیا سے اُٹھائے جانے کے 570 سال بعد اللہ کے نبیؐ پیدا ہوئے اور پھر 40 سال بعد نبوت عطا ہوئی یعنی 610 سال کا وقفہ۔

اُسی دَور میں نصرانیت بگڑ کر شر کیہ ہو گئی۔

يُبَيِّنُ بیان کرنا یعنی کھول کر بتانا۔ تبلیغ کرنا۔ تو اگر آپ کوئی زبان اس لئے سیکھتے ہیں کہ اُس زبان میں تبلیغ کر سکیں تو آپ کو ثواب ہو گا۔ علم سیکھیں۔ اُس پر عمل کریں اور پھر دوسروں کو سکھائیں۔

سورۃ مائدہ آیت 46 میں بھی آئے گا۔ یعنی اللہ کی کتاب نور ہے۔

اور ان پیغمبروں کے بعد انہی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلی کتاب (ہے) تصدیق کرتی ہے اور پرہیز گاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے (۴٦)

سورۃ الانعام آیت 92 میں بھی آتا ہے۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ۔۔ اور یہ (بھی ایسی ہی) کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔۔۔

ہم علم سیکھیں تو اس بات کی فکر لگ جانی چاہیئے کہ زندگی میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ کیا ہم سیکھے ہوئے علم پر عمل کر رہے ہیں؟ ہمارے اِرادے اور نیتیں خالص ہو نگی تو انشاءاللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے گا۔

اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ یہ ساری باتیں ہمارے لئے سُننا اور سیکھنا آسان کر دے۔ آمین

یہ اللہ کی شان ہے کہ وہ ہمیں اس بات کا موقع دے رہا ہے۔